"Knowledge Scholar"
An International Peer Reviewed E-Journal Of Multidisciplinary Research
Volume: 07, Issue: 01, Jan. – Feb. 2020 eISSN NO. 2394-5362
Impact Factor (SJIF) – 5.266

جنگ آزادی میں علماء کا حصہ

(JUNG-E-AZADI MEIN MUSALMANO KA HISSA)

ڈاکٹر عبداللہ چاوش
اسٹنٹ پروفیسر
صدر، شعبہ، تاریخ
ڈاکٹر رفیق زکریا کالج فار ویمن
اورنگ آباد (مہاراشٹر) انڈیا

فضول سمجھ کر بجھا دیا ہے جن چراغوں کو
وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

جو قوم اپنے ماضی سے کٹ جاتی ہے وہ کبھی بھی مستقبل میں کامیابی کے نقوش ثبت نہیں کر پاتی۔ کامیاب منصوبے ہمیشہ ماضی کی تاریخ سامنے رکھ کر ہی بنائے جاتے ہیں اور جب ماضی کو بھلا سدیا جائے یا تاریخ کو مسخ کر دیا جائے یا اس سے ذانستہ تجاہل برتا جائے تو پھر اخلاقی زوال قوم کا مقدر بن جاتا ہے۔ اس کا وجود بحیثیت ایک قوم کے صفحہ ہستی سے مٹ جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے امتیازات، اس کی خصوصیات و کمالات غیرت وخوداّداری کے جذبات اور عظمت و شرافت کا سرچشمہ تھا۔ اس سے رشتہ ٹوٹ گیا تو اس کی رگوں میں وہ گرم خون کہاں سے آئے گا جو اس کے جسم آئے گا جو اس کے جسم میں زندگی کی توانائیاں اور اپنی عزت واقتدار پر کٹ مرنے کا حوصلہ اور جذبہ پیدا کرتا تھا۔ اسی لئے ہر زندہ اور حوصلہ مند قوم اپنی قومی تاریخ بہت عزیز بنائے رکھتی ہے۔ (۱)

مسلمان ہند ہندوستان میں تاریخ کے جس دور میں آئے اس وقت یہاں کا ماحول اور حالات آج سے زیادہ امید افزا نہیں تھے۔ لیکن وہ حالات اور ماحول کی شکایت میں نہیں لگ گئے بلکہ خود عزم و ہمت کو ہم رکاب لیکر انھوں نے حالات کو سازگار بنایا۔ اپنی عظمت و شرافت، اصول پرستی، عدل و مساوات اور انسانیت نوازی کے کارناموں سے یہاں کے لوگوں کو روشناس کرایا، اپنے بلند اخلاق، رواداری کے مخلصانہ جذبات کا مظاہرہ کر کے اتنا متاثر کیا کہ ہندوستان کی سرزمین نے ان کیلئے اپنی آغوش محبت کھول دی اور ان کو عزت واحترام کے بلند مقام پر بٹھایا۔ تاریخ کی ایک لمبی مسافت ہے۔ انہوں نے اس سرزمین میں عظمت و سربلندی کے لہراتے ہوئے پرچم کے سایہ میں طے کی ہے۔ یہاں کی گلریز وادیوں نے ان کے پاؤں جومے اور سنگلاخ پہاڑیوں نے جھک کر ان کے قدموں کو بوسے دئے۔ تاریخ کے اس پورے دور میں انہوں نے اپنے آپ کو یہاں کی آب وہوا کے موافق بنایا۔ ان کے ذہن وفراج میں ایک جنگ آزما قوم ہونے کی وجہ سے درشتی (سختی) و کرختگی (سخت) تھی۔ اس میں یہاں کی نرم رو اور ہواؤں نے اعتدال پیدا کیا، انہوں نے اپنے ساتھ ادب وتہذیب، اخوّت و مساوات کا سرمایہ لے کر آئے تھے۔ اس کو انہوں نے یہاں کی ذرخیز زمین نے علم حکمت کے جو ذخیرے محفوظ رکھے تھے، ان کے قدموں میں ڈال دیئے، انہوں نے یہاں کے ذرے ذرے سے محبت کی یہاں کا چپا چپا کو اپنے جذبہ عشق کی سجدہ گاہ بنایا، یہاں کی محبت ریز سرزمین نے ان کے دلوں کو جیت لیا اور وہ بہت جلد بھول گئے، کے وہ کہاں سے آئے تھے اور کونسی سرزمین ان کا وطن تھی، ٹھیک ویسے ہی جیسے ان سے پہلے آنے والی آرین قوم اپنے وطن کو فارموش کر کے یہاں رہ پڑی تھی، انہیں اس نئے وطن نے وہ محبت دی اور شفقت وعنایت کا ہاتھ ان کے سروں پر رکھا۔ ان کے حوصلوں نے ان کی امنگوں کو وہ رعنائیاں اور شادابیاں دیں کہ انہوں نے چند ہی دنوں بعد اس کو مادر وطن کا پر عظمت مقام دے دیا۔ اس کی خدمت ہی ان کی سعادت بن گئی، اس کی حفاظت اور اس کا احترا،م ان کے لئے سرمایہ افتخار بن گیا۔ اس کی آغوش شفقت ومحبت بن گئی۔ آج ان ساری حقیقتوں اور صداقتوں پر ڈیڑھ ہزار سال کی طویل مدت گزر چکی ہے، اور ماضی کے اسکرین پر ان مناظر کی تصویر مرتسم (نشانن کیا گیا، مہر لگایا گیا) ہیں۔ جو ہمیں سنہرے ماضی کی یاد دلاتی رہیں گی انھیں بھول جانا ہماری قومی زندگی کا سب سے بڑا حادثہ ہوگا۔ (۲)

علماء ہنداور ہمارے آباواجداد نے ہندوستان کی عظمت اور آزادی کا پامال کرنے والی اس سفید فام قوم کو اپنی رگوں کے خون کے آخری قطرے تک برداشت نہیں کیا۔ ہندوستان میں بسنے والی ہندوستانی قوم جو مختلف مذہب اور مکتب کی تہذیب اور تمدن کے مختلف ومتضاد عناصر کو لے کر وجود میں آئی تھی، اس کی عزت وحرمت بچانے کے لئے پہلے پہل علماء نے خود اپنی ذات کو قربانی کے لئے پیش کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے پہلے اور جنگ کے بعد نصف صدی تک انگریزی سامراج کو شکست دینے کیلئے ہم تین، تنہا جنگ آزادی کے میدان میں زور آزمائی کرتے رہے۔ ''ہم نے اس ملک کی قسمت جگانے میں جتنا خون بہایا ہے اتنا پسینہ بھی دوسری قوموں نے مل کر نہیں بہایا''۔(۳)

''تحریک آزادی کے ابتدائی سو سالوں میں جدوجہد کے میدان میں قائدانہ کردار صرف علماؤ ہی ادا کرتے رہے بعد میں دوسرے لوگ بھی سامنے آئے مگر علماء نے اپنا امتیازی کردار آزاری کی صبح تک جاری رکھا''۔ بوریہ نستن علماء اور مسلمانوں کی اس تحریک کو انگریزوں نے نہایت ہی بربریت سے کچل دی۔ وہاں کے بازاروں وکوچوں میں مسلمانوں کی لاشیں پڑی تھی۔ لکھنو، میرٹھ اور کئی مقامات پر مسلمانوں کو پھانسی دی گئی تھی۔ درختوں پر ان کے سر لٹکے ہوئے تھے۔ ان کی جائیدادیں ضبط کر لی گئی تھیں۔ ان کو تباہ وبرباد کر دے گئے، ایک معروف مورخ لکھتا ہے کہ ''ایک انگریز کا شیوں ہو گیا تھا کہ ہر مسلمان کو باغی سمجھتا تھا۔ ہر ایک سے پوچھتا ہندو ہے یا مسلمان جواب میں مسلمان سنتے ہی گولی مار دیتا''۔(۴)

ہنری ہملٹن نے جنگ آزادی کے ایک سال بعد (1858) میں اپنی کتاب '' Late Rebellions in India and Future Policy رقمطراز ہے کہ ''میں نے پہلے بیان کیا ہے کہ غدر ۱۸۵۷ء کے بانی اور اصل محرّک (حرکت دینے والا، اکسانے والا) ہندو نہ تھے اور اب میں یہ دکھانے کی کوشش کروں گا کہ یہ غدر مسلمانوں کی سازش کا نتیجہ تھا''۔(۵)

معاصر مورخ سید کمال الدین حیدر اپنی تصنیف قیصر التواریخ جلد دوم میں لکھتے ہیں، ستائیس ہزار اہل اسلام نے پھانسی پائی، سات دن برابر قتل عام ہوا۔ اس کا حساب نہیں، اپنے نزدیک گویا نسل تیموریہ کو نہ رکھا مٹا دیا، بچوں تک کو مار ڈالا۔ عورتوں سے جو سلوک کیا بیان سے باہر ہے، جس کے تصور سے دہل جاتا ہے۔

جو لوگ زندہ بچے رہے ان پر عرصی حیات تنگ کرنے کے لئے جھوٹے مقدمات سازش کئے گئے اور ان میں مجاہدین آزادی کو طرح طرح کی جسمانی وروحانی اذیتیں دی گئیں۔ ان پر معاش کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان کے اوقاف اور جائیدادیں کو ضبط کیا گیا، انہیں ذلیل وخوار کیا گیا۔

روزنامہ انقلاب بتاریخ ۱۹/نومبر ۱۹۹۹ء کے مضمون کے مطابق ۱۸۵۷ء تک ۵۱/ہزار علماء دین کو انگریزوں نے شہید کیا۔ اس جنگ آزادی میں عام مسلمانوں اور علماء دیں کل ملا کر ۲/لاکھ مسلمانوں نے اپنے ملک کی آزادی کیلئے اپنے آپ کو قربان کیا، پھانسی قبول کی، کالے پانی کی سزائیں قبول کی، جھوٹے فقدے چلائے گئے، وقت کی تنگی کے سبب یہاں علماء حضرات کی انفرادی کاوشیں جا سے تقاریر، نام تحریک، فتوے، رسالے، اخبارات، منضر دجدوجہد کا ذکر ممکن نہیں المختصر چند نامور تحریکات جیسے فرائضی تحریک، وہی (وہابی) تحریک، موپلا تحریک، دیوبند تحریک، انجمن انقلاب ہند، شاہ صاحب کی عدم تعاوُن تحریک، وغیرہ تحریکات نے انقلاب کے لئے سازگار حالات کے قیام میں نمایا کردار ادا کیا۔

تجزیہ:- اس مضمون کا مقصد ہندوستان کی جنگ آزادی میں مسلمانوں اور خصوصی علماء کی کاوشوں کا متعارف کروانا، ان کی مشعل راہ سے درس حاصل کرنا، مثالی شہری تعمیر کرنا، محبّ وطن اس جذبے کو پرواں چڑھانا، انسانیت کا درس دینا جسی اقدار متوقع ہے۔ اپنے بزرگوں کی کاوشوں سے آنے والی نسلوں کو متعارف کرنا، ان کی شہادتوں کو یاد کرنا ہی ان کی خدمت میں ایک خراج عقیدت ہے۔

جب پڑا وقت گلستاں پہ تو خون ہم نے دیا
جب بہار آئی تو کہتے ہیں تیرا کام نہیں

حوالہ جات- کتب

۱)	علماء حق اوران کے مجاہدانہ کارنامے	مصنف: سید میاں صاحب
۲)	تحریک آزادی اور مسلمان	مصنف: اسیر ادراوی
۳)	جنگ آزادی اور مسلمان	مصنف: غفران احمد
۴)	تاریخ دعوت جہاد	مصنف: مولانا عبید اللہ فہد فلاحی
۵)	1857 کے مجاہد	مصنف: مولانا غلام رسول مہر
۶)	قیصر التواریخ جلد دوم	مصاصر مورج سید کمال الدین حیدر
۷)	روزنامہ انقلاب (مضمون)	۱۹ر نومبر ۱۹۹۹ء